پڑھ کر فیصلہ کیجئے

قاری امیر حمزہ حماد طور گوجرانوالہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم:

ولو ان اھل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون (الاعراف:۹۶)

ترجمہ: اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ہم سے ڈر کر زندگی بسر کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انہوں نے ہماری بات کو جھٹلایا تب ہم نے ان کو ان کی بداعمالیوں یا ان کے کئے کی پاداش میں پکڑ لیا۔

آج مسلمانان عالم دنیا کے مختلف حصوں میں بد امنی کا شکار اسی لئے ہیں کہ وہ ایمان باللہ اور تقویٰ کی شرائط پوری نہیں کر رہے ہیں اگر افغانستان، کشمیر اور دنیا بھر کے مسلمان اپنے عقائد و اعمال کو قرآن وسنت کے مطابق تبدیل کر لیں تو آسمان و زمین کی برکتیں ان پر نازل ہوں گی، انشاء اللہ۔

اسلامی عقائد میں یہ عقیدہ بھی شامل ہے کہ تسلیم کیا جائے:

ھو الحی لاالہ الاھو (سورۃ المومن:۶۵)

وہی زندہ ہے اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے۔

کل من علیھا فان . ویبقی وجه ربک ذو الجلال والاکرام (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

ترجمہ: جو زمین پر ہے اس کو فنا ہونا ہے صرف تمہارے رب کا چہرہ (مراد ذاتِ خدا) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گا۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (آل عمران:۲)

اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں وہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کے بارے میں حتیٰ کہ حضرت محمد ﷺ کے متعلق بھی اس کا عقیدہ ہونا چاہئے کہ انہیں دنیا میں ہمیشہ کی زندگی نہیں ملی کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفائن مت فھم الخلدون. کل نفس ذائقة الموت (انبیاء:۳۴،۳۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔

پھر اگر آپ کو موت آ گئی تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے انہیں بھی موت آ کر رہے گی۔ کیونکہ ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔

کل شیء ھالک الا وجھه (القصص:۱۱)

اللہ کے چہرہ (مراد اللہ کی ذات) کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

انک میت وانھم میتون (الزمر:۳۰)

بے شک آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین (آل عمران:۶ رکوع)

ترجمہ: اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول تحقیق آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے بھلا اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے یعنی مرتد ہو جاؤ گے، اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جزا دیگا۔

یہی وہ عظیم الشان مسئلہ ہے جسے نبی علیہ السلام کی وفات کے موقعہ پر تمام صحابہؓ نے تسلیم کیا (صحیح بخاری میں ہے):

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیوی نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گھوڑے سے اتر کر مسجد میں گئے کسی سے بات نہیں کی پھر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں گئے وہاں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے لگے آپ کو ایک لکیر دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا منہ کھولا اور آپ کا بوسہ لیا پھر روئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبیؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپؐ کو اللہ تعالیٰ دوبارہ نہیں مارے گا، بس جو موت آپؐ کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی وہ ہو چکی ہے۔

ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے بعد حجرے سے نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جی بیٹھو انہوں نے نہ مانا پھر کہا بیٹھو مگر وہ نہ مانے آخر کار ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا لوگ سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے عمر کو چھوڑ دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا امابعد: دیکھو مسلمانو! جو کوئی تم میں اگر محمدؐ کو پوجتا تھا تو محمدؐ تو فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی اللہ کو پوجتا ہے اس کو کوئی ڈر نہیں اللہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں۔ پھر سورہ آل عمران کی یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے:

محمدؐ تو اور کچھ نہیں پیغمبر ہیں ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں اگر یہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اللہ کی قسم ایسا معلوم ہوا گویا لوگ مانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ہے یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے اس کو پڑھا اس وقت لوگوں نے سیکھ لی پھر تو جس سے سنو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا (بخاری شریف)

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں دنیاوی طور پر زندہ نہیں بلکہ جنت میں اللہ کے ہاں زندہ ہیں صحیح بخاری میں آپ نے فرمایا میں نے تو آج رات کو خواب میں دیکھا تھا دو شخص (فرشتہ) میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت المقدس کی طرف لے گئے۔ خیر میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھے اور ایسے گھر میں لے گئے میں نے اس سے اچھا اور اس سے عمدہ کوئی گھر نہیں دیکھا تھا اس میں بوڑھے اور نوجوان اور عورتیں بچے سب طرح کے لوگ تھے پھر وہاں سے نکل کر درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے وہ پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ گھر تھا وہاں بوڑھے نوجوان دو طرح کے لوگ تھے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے مجھ کو آج رات خوب گھمایا اب جو میں نے دیکھا ہے اس کی کیفیت تو بتاؤ۔

انہوں نے کہا پہلے جس گھر میں تم گئے تھے وہ عام مسلمانوں کے رہنے کا گھر ہے اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے۔

اور کہا میں جبرئیلؑ ہوں اور یہ میرا ساتھی میکائیلؑ ہے تم اپنا سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا دیکھا تو آپ کی طرح ایک چیز ان کے اوپر ہے انہوں نے کہا یہ تمہارا مقام ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے مقام میں جاؤں انہوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی تمہاری کچھ عمر باقی ہے جسے تم نے پورا نہیں کیا اگر پورا کیا ہوتا تو اپنے مقام میں آجاتے (بخاری شریف)

ان آیات واحادیث کی روشنی میں تبلیغی جماعت والے بھائیوں کے نظریات پر غور فرمائیں (آئندہ سطور میں ان کے عقائد ونظریات ملاحظہ ہوں)

۱) شیخ ابو یعقوب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت (مسجد حرام) میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اللہ کا ہر عاشق زندہ ہے (رہتا ہے) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دو

مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ ابن الجلاء مشہور بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا گیا تو وہ ہنسنے لگے نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے کسی کی ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ انکے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا (روض از فضائل صدقات از مولوی زکریا صاحب صفحہ نمبر 476)

(۲) ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا مجھ پر فاقہ تھا میں (قبر شریف) کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میں آپ کا مہمان ہوں مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں نے حضور کی زیارت کی حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (وفا، فضائل حج از مولوی زکریا صاحب صفحہ نمبر 121)

(۳) سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ شعر پڑھے:

فی حالة البعد روحی
کنت ارسلها تقبل الارض
عنی وهی نائبتی وهذه
دولة الاشباح قد
حضرت فامدد یمینک
کے تحظی بما شفتی

ترجمہ: دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔ اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع

مسجد نبوی میں موجود تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (فضائل حج از مولوی زکریا ص 131 مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ رائے ونڈ)

(۴) میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک وفد آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جسے وہ بالکل روشن ہو گیا۔

اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں۔ (فضائل درود از مولوی ذکریا ص 121)

ناظرین نبی ﷺ کے متعلق ان تبلیغی جماعت اسلام کا نام لینے والوں کے عقائد و نظریات اور آپ کی گستاخی کی انتہاء آپ وہ ہیں کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر غیر عورت کی اسلامی اور شرعی بیت بھی نہ لیں مگر کون سمجھائے ان کو...... (مسلمان ہوتے وقت بیعت کر لی)

کیا فضائل درود کے اس قصہ میں خواب کا ذکر ہے جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کے اختلافات کو دور کرنے کیلئے دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ علیؓ کے ساتھ (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور معاویہؓ کی جنگوں کا فیصلہ بھی اللہ کے نبی نے نہیں کرایا پھر غیر عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے کیلئے (نعوذ باللہ) دنیا میں کیسے آسکتے ہیں معاملہ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مولوی زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

۵) اس جگہ دو واقع اپنے اکابر کے نمونہ کیلئے لکھنے کو دل چاہتا ہے ایک تو وہ مکتوب گرامی جو شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس سرّہ نے اپنے مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب اعلی اللہ مراتبہ کی خدمت میں لکھا جو مکاتیب رشیدیہ میں طبع بھی ہو چکا ہے۔ نوٹ فرمائیں اس خط کے آخری الفاظ ہیں:

یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے۔ میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے۔ اور میں تو خود شرک در شرک ہوں:

استغفر اللہ استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اب عرض سے معذور فرما کو قبول فرما دیں

والسلام ۱۳۰۶ھ (فضائل صدقات از مولوی ذکریا)

غور فرمایئے ان الفاظ میں نمونہ کیا ہے ان الفاظ کا مفہوم کیا ہے، کہیں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے وہی بات تو نہیں کی جس کا ان کے علماء نے یوں تذکرہ کیا ہے:

(۶) کنت کنز مخفیاً.....الخ

بندہ اپنے (وجود ظاہری سے پہلے خود ہی باطنی طور پر خدا تھا اب بندہ ہی خدا ہی ظاہر ہے (شمائم امدادیہ از امداداللہ مہاجر مکی)

(۷) انی انا ربک فاخلع نعلیک

بے شک میں تیرا رب ہوں پس اپنے جوتے اتار دو جو طور پر آواز آئی تھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باطن سے آئی تھی اب انسانوں میں موجود ہے (شمائم امدادیہ ص 59) امداداللہ مکی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت پر غور فرمائیں کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

(۸) سید احمد صاحب دہلوی کے ملفوظات صراط مستقیم میں یہ لکھا ہے اور اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں دریائے (احدیت) کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو:

انا الحق اور لیس فی جنبی سوی اللہ کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے (صراط مستقیم ص 33)

(۹) خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا۔ کیوں کہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندا انی انا اللہ رب العالمین صادر ہوئی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہ وتعالیٰ کا نمونہ ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (صراط مستقیم ص 39)

ناظرین، قارئین! دیکھنا تبلیغ دین کا جعلی لبادہ اوڑھنے والوں کے عقائد باطلہ (اردو ترجمہ شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور) شاہ ولی اللہ صاحب انفاس العارفین میں یوں فرماتے ہیں:

(۱۰) والد گرامی فرماتے تھے کہ اوقات عزیز میں سے ایک وقت فنائے کل اور غیبت تامہ میسر ہوئی تو دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ میرے فلاں کو ڈھونڈ لاؤ زمین میں تلاش کیا نہ پایا اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا کہ جو بھی مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمان میں ملے گا نہ زمینوں میں پایا جا سکے گا اور نہ ہی بہشت میں۔ (انفاس العارفین، فارسی شاہ ولی اللہ اردو صفحہ ۹۶، مطبوعہ المعارف لاہور)

شیخ علی ہجویری صاحب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ:

(۱۱) بایزید حضرت بسطامی اپنے متعلق کہا کرتے تھے "سبحانی ما اعظم شانی"

میں پاک ذات ہوں میری بلندی شان کا کیا پوچھنا۔

کیا یہ کہنا ان کی گفتار کا نشانہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی پردہ عبد میں ہے۔ (کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب 442)

(۱۲) اسی لئے جب سید احمد سعید کاظمی صاحب سے درج ذیل شعر کی تشریح کیلئے کہا گیا۔

اگر محمد نے محمد کو خدا مان لیا
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

(دیوان محمدی ص ۱۴۵) تو سید احمد کاظمی صاحب محمد کو خدا مان لیا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ شعر مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق ہے شیخ اکبر ابن عربی نے اس شعر کے مضمون کو فتوحات مکیہ جلد ثانی ص ۱۲۷ پر یوں بیان فرمایا ہے۔

تم محمد کو محمد گمان کرتے ہو

جیسے کہ ''سراب'' کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے۔ مگر حقیقتاً پانی نہیں ہے۔ بلکہ ریت ہے۔ اس طرح جب تم محمد کے قریب آؤ گے تو تم محمد کو نہ پاؤ گے۔ بلکہ صورت محمد یہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے۔

اس کے بعد احمد سعید کاظمی صاحب شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب (انتباہ) سے انور شاہ کشمیری کی کتاب (فیض الباری) سے اس مسئلہ کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ ''اگر وحدۃ الوجود کو شرکیہ عقیدہ کہا جائے تو تمام کے تمام مشائخ دیوبند کافر و مشرک قرار پائیں گے۔ کیونکہ وہ وحدۃ وجود کو تسلیم کرتے اور مانتے تھے۔ اور مانتے ہیں۔ اور مولانا محمد یار صاحب کے اشعار کی بنیاد مسئلہ وحدۃ الوجود پر ہے۔ مضمون کے آخر میں فرماتے ہیں۔ قارئین نوٹ فرمائیں۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ مولانا محمد یار صاحب کا دامن اس مسئلہ میں ایسے اکابر امت کے ساتھ وابستہ ہے کہ جن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے (بحوالہ دیوان محمدی نمبر 19.23)

قارئین آج تک سید احمد سعید کاظمی کے اس مضمون کا جواب دینے کی ہمت کسی دیوبندی عالم کو نہیں ہوئی آپ غور فرمائیں کیا یہ عقائد شرکیہ نہیں ہیں خوب جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار وما للظالمین من انصار۔ (المائدہ: ۷۲)

ترجمہ: اور جان لو جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت یعنی بہشت کو حرام کر دے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی حامی و ناصر نہیں۔

ان عقائد مذکورہ بالا کی وجہ سے ان کے بعض اکابرین غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور ان کے خیال میں فوت شدہ لوگ انہیں فیض دیتے ہیں۔

(۱۳) ملاحظہ فرمائیں۔ حاجی مہاجر امداد اللہ مکی صاحب اپنے پیر نور محمد صاحب کی تعریف کیسے کرتے ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمدِ مصطفیٰ
تم مدد گار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پھر سن کہ باتیں کانپتے ہیں دست و پا

(امداد المشتاق از اشرف علی تھانوی)

امداد اللہ مکی صاحب خود بھی ہزاروں میل دور سے اپنے مرید کی گریہ زاری سن کے بے چین ہو جاتے ہیں۔ بندگان خدا کو نجات دینے کیلئے ڈوبتے آگبوٹ کو اوپر اٹھاتے ہیں جس سے ان کی کمر بھی چھل جاتی ہے۔ کیا یہ وہی توحید ہے جس کی یہ علماء تبلیغ کرتے ہیں۔

یہ واقعہ مولانا تھانوی نے لکھا ہے کہ میرے ایک دوست جو جناب بقیۃ السلف حجۃ الخلف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب چشتی صابری تھانوی ثم المکی سلمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے۔ حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے۔ آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جاتے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں کسی مایوسانہ حالات میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کونسا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع بصیر و کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔

ادھر تو یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک کو اٹھایا تو دیکھا تو کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتری ہوئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیونکر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں۔ پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا، حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے۔ اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔ فرمایا کہ ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں ایک تمہارہ دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا۔ اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارہ دے کر اوپر کو اٹھایا۔ جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اس سے چھل گئی ہوگی۔ اور اسی وجہ سے درد ہے۔ مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ از اشرف علی تھانوی صاحب نمبر 36)

یہ بزرگ صرف زندگی میں ہی نہیں بلکہ فوت ہونے کے بعد بھی جسد عنصری کے ساتھ دار العلوم دیوبند

میں آ کر نصیحت کرتے ہیں۔

۱۴) حکایات حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسین صاحب امروہی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں اہم معاصرانہ چشمک تھی۔ اور اس نے بعض حالات کی بناء پر ایک مخاصمہ اور (تنازعہ) کی صورت اختیار کرلی۔ اور مولانا محمود حسن صاحب گو اصل جھگڑے میں نہ شریک تھے۔ نہ انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی مگر صورت حال ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی بجائے غیر جانب دار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے مولانا محمود حسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا۔ جو دار العلوم دیوبند میں ہے۔ مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے فرمایا: کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتویؒ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے ایک دم میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر بہ تر ہو گیا اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ پس میں نے کہنے کیلئے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پہ توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی ۲۶۱)

سوچئے عالم برزخ میں قاسم نانوتوی کو کیونکر خبر ہوئی کہ مدرسہ دیوبند میں جھگڑا ہے اور وہ کیسے برزخ سے نکل کر مدرسہ دیوبند میں پہنچ گئے۔ فوت شدہ بزرگوں کی مٹی بھی بخار اتارنے کے کام آسکتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حکایت: فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحب زادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئے) بیان فرماتے تھے ایک مرتبہ ہماری نانوتہ میں جاڑا بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) تو آپ کی کرامت ہوگئی اور ہماری مصیبت ہوگئی یاد رکھو (کہ اگر آپ کے کوئی اچھا ہوا تو ہم) مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیں گے۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اس دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۳۳۹)

سوچئے! جب قبر میں بے جان لاش ہے تو صاحبزادہ نے کس کو خطاب کیا تھا۔ مٹی سے شفا کیسے آسکتی ہے؟

کیا بریلوی عالم ''ارشد القادری'' کی یہ بات درست نہیں دنیا سے اگر انصاف رخصت نہیں ہو گیا ہے تو اہل انصاف اس کا ضرور فیصلہ کریں گے کہ جب اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں صاحب اختیار ہیں اور ہر طرح کے مصرف کی قدرت رکھتے ہیں تو انبیاء و اولیاء کے بارے میں اس عقیدے کے سوال پر سو برس سے وہ ہمارے ساتھ کیوں برسرپیکار ہیں ان کا پریس زہر اگلتا ہے۔ کیوں ان کے خطیب ہم پر آگ برساتے ہیں کیوں ہمیں وہ گور پرست قبر پجو اور شرک کے الزام سے مطعون کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل ان کے نمائشی اسلام اور مصنوعی توحید پرستی کا طلسم ٹوٹ کر رہے گا باخبر دنیا کو زیادہ دنوں تک وہ دھوکے میں نہیں رکھ سکتے۔ (زلزلہ از ارشد القادری صفحہ: ۱۷۹)

ارشد القادری صاحب کی بات ہے بھی درست جب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے انکار میں دیوبندی علماء یوں لکھتے ہیں: صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ پانچ چیزیں ہیں جو (سورہ لقمان) کی آخری آیت میں مذکور ہیں۔ یعنی قیامت کا وقت مخصوص، بارش کا ٹھیک وقت، کہ کب نازل ہوگی (مافی الارحام یعنی عورت کے پیٹ میں کیا ہے بچہ ہے یا بچی، مستقبل کے واقعات موت کا صحیح وقت، (فتح بریلی کا دلکش نظارہ: ۸۵)

پھر کیوں اپنے گھر کے بزرگوں کے بارے میں یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ حکایت:

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا راؤ عبدالرحمٰن خان صاحب پنجلاسہ (پنجاب) میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف و حالات تھے، کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کیلئے تعویذ مانگتا بے تکلف فرماتے جا تیرا لڑکا یا لڑکی ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں تو فرمایا کیا کروں بے حماد یہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے۔ (ارواح ثلاثہ: از اشرف علی تھانوی: ۱۷۱)

ہمارے حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جاسکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔ اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جن میں کسی قسم کے (تردد) کی گنجائش نہیں۔ (فضائل ذکر از مولوی محمد زکریا صاحب) اسی طرح اس

بات پر غور فرمائیں:

روحوں کا جھگڑنا اور فیض دینا:

حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی روحوں کے درمیان ایک ماہ تک اس بات پر جھگڑا چلتا رہا کہ دونوں میں کون سید احمد بریلوی کو روحانی تربیت کیلئے اپنی کفالت میں لے دونوں بزرگوں کی روحوں میں سے ہر روح کا اصرار تھا کہ وہ تنہا میری نگرانی میں عرفان وسلوک کی منزل طے کرے۔ بالآخر ایک مہینے کی آویزش کے بعد دونوں میں مصالحت ہوئی کہ مشترک طور پر یہ خدمت انجام دیں چنانچہ ایک دن دونوں حضرات کی روحیں ان پر جلوہ گر ہوئیں اور پوری طاقت کے ساتھ تھوڑی دیر تک ان پر عرفان وتوجہ کا عکس (ڈالا یہاں تک کہ اتنے ہی وقفہ میں انہیں دونوں سلسلوں کی نسبتیں حاصل ہوگئیں (صراط مستقیم، ملفوظات سید احمد بریلوی جمع وترتیب مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی، مولانا عبدالحیٔ بڈھانوی، صراط مستقیم ص۱۶۶، اردو ترجمہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

اس واقعہ پر ایک بریلوی مصنف ارشد القادری صاحب اپنی کتاب زلزلہ میں چند سوالات کرتے ہیں کیا کسی دیوبندی عالم کے پاس ان کا جواب ہے، لکھتے ہیں صفحہ دیکھیں:

دیوبندی مذہب کے پیش نظر اس قصے کی صحت تسلیم کرلینے کی صورت میں کئی سوالات ذہن کی سطح پر ابھرتے ہیں۔ اولا یہ کہ مولانا مولوی اسماعیل دہلوی کی (تقویۃ الایمان کے مطابق جب اللہ کی عطاء سے بھی کسی میں غیب دانی کی قدرت نہیں ہے تو حضرت غوث الثقلین اور خواجہ نقش بند کی ارواح کو کیونکر خبر ہوئی کہ ہندوستان میں سید احمد بریلوی نامی ایک شخص اللہ کا بندہ اس قابل ہے کہ اس کی روحانی تربیت کیلئے سبقت کی جائے (ثانیا) یہ کہ واقعہ ہند عالم شہادت کا نہیں بلکہ سراسر عالم غیب کا ہے۔

اس لئے مولانا اسماعیل دہلوی جو اس واقعہ کے خود راوی ہیں انہیں کیونکر علم ہوا کہ سید احمد بریلوی کفالت وتربیت کیلئے ان دونوں بزرگوں کی روحیں ایک مہینے تک آپس میں جھگڑتی رہیں۔ بالآخر اس بات پر مصالحت ہوئی۔ کہ دونوں مشترکہ طور پر اپنی کفالت میں لیں۔ (ثالثا) مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے مطابق جب اللہ کے سوا سارے انبیاء اور اولیاء بھی عاجز بلا اختیار بندے ہیں تو وفات کے بعد غوث الثقلین اور خواجہ نقشبند کا یہ عظیم تصرف کیونکر سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ دونوں بزرگ بغداد سے ہندوستان کے اس قصبے میں تشریف لائے۔ جہاں سید احمد صاحب مقیم تھے اور ان کے حجرے میں پہنچ کر چشم زدن میں انہیں باطنی وعرفانی دولت سے مالا مال کردیا۔

نیز واقعہ کے انداز بیان سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ باتیں خواب کی نہیں بلکہ یہ عالم بیداری کی ہیں۔ اس لئے اب واقعہ کی تصدیق اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک (تقویۃ الایمان کے موقف سے ہٹ کر اولیاء کرام کے حق میں غیبی ادراک اور قدرت واختیار کے عقیدے کی صحت نہ تسلیم کرلی جائے۔ (زلزلہ، از علامہ ارشد القادری، مکتبہ مظہر فیض رضاء برج منڈی لائکپور صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷)

غور فرمائیں، یہ کہ بزرگ عالم برزخ سے دنیا میں آکر دیوبند کے جھگڑے حل کرواتے ہیں مولانا رفیع الدین صاحب بیان کرتے ہیں اور محمود الحسن ان کی بات تسلیم کرتے ہوئے توبہ کرتے ہیں۔ گویا دونوں یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کو مدرسہ دیوبند کے حالات کا علم تھا اسی طرح سید احمد کو فیض دینے کیلئے لڑتے بھی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے شہید کے بارے میں قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون (آل عمران)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردے نہ سمجھنا بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے ان شہداء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ وہ دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائے جائیں گے۔ ان کی خبر دنیا تک پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آیات نازل فرماتے ہیں شہید جنت کی نعمتوں کی اطلاع دینے کیلئے خود تشریف نہیں لائے (صحیح مسلم شریف میں ہے) مسروق فرماتے ہیں ہم نے عبداللہؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو عبداللہؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا، ان کی روحیں سبز رنگ پرندوں کے قالب میں ہیں عرش کی قندیلیں ان کیلئے ہیں ساری جنت میں جہاں کہیں چاہیں کھائیں پئیں، اور ان قندیلوں میں آرام کریں۔ ان کی طرف ان کے رب نے ایک مرتبہ نظر کی اور دریافت فرمایا کچھ چاہتے ہو کہنے لگے اے اللہ اور کیا مانگیں ساری جنت میں سے جہاں سے چاہیں کھائیں پئیں اختیار ہے پھر کیا طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پھر یہی پوچھا۔ تیسری مرتبہ پھر یہی سوال کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر کچھ

مانگنے چارہ ہی نہیں تو کہنے لگے اے رب ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور مارے جائیں۔

اب معلوم ہو گیا کہ انہیں کسی اور چیز کی حاجت نہیں تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا کہ کیا چاہتے ہو (ابن کثیر)

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد والے دن شہید کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ڈالیں جو جنتی درختوں کے پھل کھائیں اور جنتی نہروں کا پانی پئیں اور عرش کے سائے تلے وہاں لٹکتی ہوئی قندیلوں میں آرام و راحت حاصل کریں جب کھانے پینے رہنے سہنے کی بہترین نعمتیں انہیں ملیں تو کہنے لگے کاش کہ ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہیں ہماری ان نعمتوں کی خبر مل جائے تاکہ وہ جہاد سے منہ نہ پھیریں، اور اللہ کی راہ میں لڑائی سے تھک کر نہ بیٹھ رہیں۔ اللہ نے ان سے فرمایا تم بے فکر رہو۔ میں یہ خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ یہ آیتیں نازل فرمائیں (ابن کثیر)

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے جابر تمہیں معلوم بھی ہے کہ اللہ نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور ان سے کہا اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے۔ تو کہا اے اللہ دنیا میں پھر بھیج تاکہ میں دوبارہ تیری راہ مین مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی یہاں دوبارہ لوٹایا نہیں جائیگا (ابن کثیر) جب شہداء تک سے یہ معاملہ ہے تو بزرگوں کے واقعات کیسے درست ہو سکتے ہیں؟

گو یہ حقیقت ہے کہ آج تبلیغی جماعت کی محنت و مشقت اور دین کے ساتھ خلوص قابل داد ہے اپنا بستر خود اٹھا کر اپنے خرچہ پر لوگوں کو دعوت دینا لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا گلی کوچوں میں اللہ کا ذکر کرنا۔ لوگوں کے طعن و تشنیع برداشت کرنا بہت بڑی نیکیاں ہیں مگر یہ نیکیاں اللہ کے ہاں اسی وقت قابل قبول ہیں۔ جب ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے:

"الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئک لهم الامن وهم مهتدون"

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا وہی امن والے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں (الانعام)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے اللہ تعالیٰ نے قانون کی بالادستی ظاہر کرنے کیلئے اٹھارہ انبیاء کا نام لیکر فرمایا:

ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون (الانعام)

اگر یہ انبیاء شرک کرتے تو جو عمل یہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتا۔

قارئین کرام! کیا تبلیغی جماعت اور اکابرین دیوبند کے مندرجہ بالا دعوے اور واقعات شرکیہ نہیں ہیں کیا کوئی مسلم یہ کہہ سکتا ہے کہ بندہ ہی خدائے ظاہر ہے اور وجود ظاہری سے پہلے بندہ خود ہی باطنی طور پر خدا تھا۔ یا دعویٰ تو انسان کرے مگر حقیقتاً کہنے والا حق تعالیٰ ہی پردہ عبد میں ہو کیا یہ دعویٰ شرکیہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں آپ ہی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتے ہیں (المائدہ) نبی ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے مرنے کے بعد کیا کیا نئے کام کئے (بخاری، جلد ۲) مگر اکابرین دیوبند کے مندرجہ بالا واقعات ثابت کرتے ہیں کہ:

(۱) مولانا قاسم رحمہ اللہ، نانوتوی فوت ہونے کے باوجود مدرسہ دیوبند کے حالات جانتے ہیں مدرسہ دیوبند میں آ کر وہاں کے حالات درست کرتے ہیں۔

(۲) فوت ہونے کے باوجود روحیں دنیا میں آ کر جھگڑتی بھی ہیں اور فیض بھی دیتی ہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ موت کے بعد بھی بنفس نفیس دنیوی زندگی میں ایک مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کیلئے تشریف لاتے ہیں اور غیر عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ کیا قرآن وحدیث علماء دیوبند کے ان باطل عقائد کا رد نہیں کرتے؟۔

قارئین کرام! جب اکابرین دیوبند کے عقائد میں شرک ہے ان کے تبلیغی نصاب میں موضوع روایات اور شرکیہ واقعات ہیں تعلیمی حلقوں میں یہ لٹریچر پڑھا اور سنا جاتا ہے کیا اس سے بے خبر عوام کے عقائد خراب نہیں ہوں گے۔ ہر نبیؑ نے قوم کو یہ دعوت دی ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو (النحل)

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تبلیغی جماعت کا لٹریچر بھی توحید کی تائید اور شرک کی نفی کرتا مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کے لٹریچر میں مشرکانہ عقائد کی بھرمار ہے۔ کیا اسکے بعد اسلام میں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ان کی قیادت میں رہ کر دینی کام کئے جائیں۔ اٹھئیے ان سے مطالبہ کریں کہ ان واقعات کو اپنے لٹریچر سے نکال دیں۔ اور ایسا مواد شامل کریں جس سے کسی شرک کا ڈر نہ ہو، ورنہ ان سے دینی رابطہ توڑ کر ان لوگوں کا ساتھ دیں جو شرک کو مٹانے اور توحید خالص کو پھیلانے کیلئے محنت کرتے ہیں قبل اس کے وہ وقت آئے جب یہ اٹھتے ہوئے ہاتھ ڈھلک جائیں چمکتی آنکھیں پتھرا جائیں، جس وقت کی جیت ہمیشہ کی جیت ہوگی اور جس وقت کی ہار ہمیشہ کی ہار ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆